دورِ جاہلی کا عظیم شاعر
"امرؤالقیس"

محمد شاہد اسلم (ایم اے عربی) مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

شاعری اور بلاغت صرف عربوں کے لئے خاص نہیں، ہر شئی فطری و طبعی ہے، عالم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں شعروشاعری کا ذوق و شوق ہو انظم و تغزل کے جذبات و محرکات موجود نہ ہوں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فن شاعری میں عربوں نے جو ملکۂ تامہ حاصل کیا، اور فصاحت و بلاغت کے جن آسمانوں پر وہ آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے کائنات کا ذرّہ ذرّہ شاہد ہے کہ لاکھوں مربع میل پھیلی ہوئی دنیا میں سے کسی قوم اور ملک کو یہ فخر حاصل نہ ہوسکا، یہی وجہ تھی کہ عرب اپنے ماسوا دیگر اقوام کو عجمی سمجھتے تھے۔ عربوں کو شعروشاعری سے اس قدر گہرا ذوق تھا کہ وہ اپنے علوم و اعمال و کارنامے حتیٰ کہ حسب و نسب تک شعر ہی کے ذریعہ محفوظ رکھتے تھے اور ان کے بڑے بڑے امراء و رؤسا شعروشاعری پر فخر کیا کرتے تھے، عرب میں شاعری ایک قوت تھی اور شاعر کا ایک شعر

سی تمنا یا وتجربہ سے خالی نہیں ہوتا تھا، عمرو بن کلثوم کے ایک
قصیدے نے قبیلہ تغلب کو دو سو برس تک عزت و شجاعت کے
نشہ میں چور رکھا، الغرض عرب اپنے اشعار میں ان تمام اشیا کو
پیش کرتے تھے جن کی اس دنیا میں رہتے ہوئے مزدورت محسوس
ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی صنف سے تعلق رکھے، اسی لئے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلی کی شاعری کے متعلق فرمایا تھا، کہ
"الشعر دیوان العرب" شاعری عربوں کا زندگی نامہ ہے اور بقول
ابو ابن العلا المعری "ما انتھیٰ الیکم مما قالت العرب الا اقلہ
لو جاءکم وافر لجاءکم علم وشعر کثیر"
یعنی تم تک عربوں کے کلام میں سے جو کچھ پہونچا ہے وہ بہت تھوڑا
ہے۔ اگر تمہارے پاس کافی تعداد میں آتا تو تمہارے پاس علم وشعر کا
ذخیرہ آگیا ہوتا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عربوں کا یہ ذوق فطری
تھا اور یہ قوم بدوی زندگی گذارتی تھی جس میں ان کو ہر قسم کی آزادی
حاصل تھی، نہ حاکم نہ حاکم کی عملداری، اس قوم کا ہر فرد من کا راجہ تھا،
جو کچھ فہم میں جو آتا کرتا، اس قوم کے افراد آغوش فطرت میں آنکھیں
کھولتے اور اسی میں پروان چڑھتے، حد نگاہ تک پھیلا ہوا صحرا،
اور جھلسا دینے والا سورج، چمکتا دمکتا چاند، مسکراتے ہوئے ستارے،
اجلی صبحیں، پر کیف شامیں ان کا سرمایہ فکر و نظر تھیں، چنانچہ عربی
فطری زندگی میں غرق ہوکر اور ان سے متاثر ہوکر اپنے احساسات
وخیالات کی ترجمانی کرتا تھا، زبان اپنی شیرینی اور پراثر ملی تھی،
خیالات وافکار کی سادگی اور ان کی واقعیت الفاظ کی خوبصورتی

اثر اندازی و موسیقیت سے ہمکنار ہوتی تھی، جو سحر کی کیفیت اختیار کر جاتی تھی، یہی وجہ ہے کہ دورِ جاہلی کی شعر و شاعری کا سرمایہ عربی ادب کی کتب میں محفوظ ہے۔ وہ بہت دلکش و اثر انداز ہے۔ اور اس کا سہرا ہمارے شاعر امرؤالقیس کے سر ہے جس کو ہم آج کی ملاقات میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

نام و نسب :-

امرؤالقیس کا پورا نام ابو الحارث حندج بن حجر الکندی ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے امرؤالقیس بن حجر بن الحارث بن عمرو بن حجر آکل المرار بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ

اس کو مختلف کنیتوں و القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابو الحارث، ابو الحرث، ابو وہب، ابو زید، القاب، امرؤالقیس، ذوالقروح، الملک الضلیل اوّل الذکر لقب سے زیادہ مشہور و معروف ہوا۔ اسی طرح اس کے نام بھی مختلف قسم کے بیان کیے جاتے ہیں، عدی، ملیکہ۔ اس کی ماں کا نام فاطمہ بنت ربیعہ ہے جو کلیب اور مہلہل کی بہن تھی، جاہلی دور میں امرؤالقیس نام کے سولہ شاعر تھے۔ اس سے بعض راویوں کو مشہور شاعر امرؤالقیس کے نام و نسب میں اشتباہ پیدا ہوا، اور انہوں نے اس کو اسی نام سے دوسرے شعراء کے ساتھ ملا کر دیا ہے۔ لہٰذا صحیح روایت وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

امرؤالقیس اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ قیس کے معنی سختی کے ہیں، چونکہ یہ دل جلا اور سخت کوش تھا، اسی لیے اس کا یہ لقب

ہو گیا۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ قیس اس زمانے میں ایک بت کا نام تھا۔
اس کی جانب منسوب ہے۔

تاریخ المیلاد :-

امرؤ القیس کا سن پیدائش یقینی طور معلوم نہیں، غالب گمان ہے کہ چھٹی صدی عیسوی کے اوائل میں اس کی ولادت ہوئی۔

حالاتِ زندگی :-

یہ معزز خاندان کا نجیب الطرفین بچہ تھا اس کا باپ حجر بنو اسد کا قوی بادشاہ تھا۔ اس کے آباء اجداد قبیلہ کندہ کے شریف ترین اور نامور بزرگ تھے۔ اور اس کی ماں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا قبیلۂ تغلب کے مشہور شاعر اور شہسوار مہلہل و کلیب کی بہن تھی۔
امرؤ القیس نے سرزمین نجد میں پرورش پائی بچپن نہایت ناز و نعم میں گزرا سرداری کے ماحول میں جوان ہوا، شہزادگی کے زمانے میں ہی بگڑ گئیں۔ لہو و لعب، مے نوشی، عشق بازی اور غلط شعر و شاعری شروع بنا لیا، اس کی ان نازیبا حرکات کی بنا پر باپ نے گھر سے نکال دیا۔ گھر سے نکلنے کے بعد اس نے آوارہ گردوں اور لٹیروں کی ٹولی میں شرکت کر لی، جو باغوں اور تالابوں کی تلاش میں پھرتے رہتے تھے، جہاں پانی کا چشمہ پاتے وہیں خیمہ زن ہو جاتے اور شراب کا دور چلاتے جب پانی خشک ہو جاتا اور ہریالی ختم ہونے لگتی تو وہ بھی دوسرے علاقے کا رخ کر لیتے، ایک

دن جب ان بے فکروں اور متوالوں کا یہ قافلہ حضرموت کے قریب ایک گاؤں دمون میں پہونچا تو یہاں اسے اپنے باپ کے مرنے کی اطلاع ملی، جسے بنو اسد نے اس کے ظالمانہ رویہ کی بنا پر قتل کر ڈالا تھا۔ اپنے باپ کی یہ خبر سن کر امرؤالقیس نے کہا۔

ضیعنی صغیراً وحملنی دمہ کبیراً لا صحو الیوم ولا سکر غداً الیوم خمر وغداً امر۔ جاہلی رسم ورواج کے مطابق پھر قسم کھائی کہ جب تک اپنے باپ کے عوض بنو اسد کے آدمیوں کو قتل نہ کر لونگا اور سو کے سر مونڈ کر ان کو ذلیل نہ کر دونگا اس وقت تک نہ گوشت کھاؤنگا نہ شراب پیونگا۔ نہ سر میں تیل ڈالونگا۔ رات کو دور کہیں اس نے بجلی کو تڑپتی ہوئی دیکھی تو کہا۔

ارقت لبرق بلیل أهل — یضیئ سناه باعلی الجبل

اتانی حدیث فکذبته — بامر تزعزع منه القلل

بقتل بنی اسد ربهم — ألا كل شیئ سواه جلل

میں اس بجلی کے لئے بیدار رہا جو رات میں کوہ کے بالائی حصہ کو روشنی کر رہی ہے، مجھے ایک ایسی پہاڑ کی چوٹیاں لرز گئیں، پہلے میں نے اس کی تکذیب یہ ہے کہ بنو اسد نے اپنے آقا کو قتل کر دیا۔ بعد ساری خبریں بے وقعت ہیں۔

اگلے روز اس نے اپنے منصوبے کے مطابق ... لے کر بنی اسد پر حملہ بول دیا، اس پر بنو اسد ... اپنے باپ کے عوض ان میں سے سو معزز آدمی ...

لیکن وہ نہ مانا اور اپنی مسند پر مصر رہا، اس کی اس مسند پر بکر و تغلب نے اس کی مدد چھوڑ دی، ادھر منذر بن ماء السماء اپنی دیرینہ عداوت کی وجہ سے امرؤالقیس کے پیچھے پڑ گیا جس کی طاقت کے رعب سے تمام جماعتیں منتشر ہو گئیں، اور وہ بے یار و مددگار عرب کے مختلف قبائل میں، مدد مانگنے کے لئے پھرنے لگا محروم ہو کر بالآخر اس نے شموئل بن عادیا کی پناہ لی اور اس سے شمر بن غانی کے نام سفارشی خط لکھوایا تاکہ وہ اسے قیصر تک پہونچا دے، چنانچہ جب امرؤالقیس قیصر کے پاس پہونچا تو اس نے نہایت گرم جوشی و احترام کے ساتھ اس کو خوش آمدید کہا اور اس نے ایک بڑا لشکر امرؤالقیس کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ کچھ ہی دیر کے بعد چند حاسدوں و شناتوں کی وجہ سے اس کا خیال بدل گیا۔ اور لشکر کو واپس بلا لیا، امرؤالقیس نامراد واپس لوٹ رہا تھا کہ قیصر کی جانب سے ایک لباس تحفہ میں اس کو پہونچا [illegible] ہوا تھا۔ جس کو پہنتے ہی اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے لگا۔

کہا جاتا ہے کہ شاعر اسی عذاب میں چند لمحات مبتلا رہ کر [illegible] کے درمیان کسی وقت موت کا شکار ہوا۔

[illegible] نے امرؤالقیس کے تمام اشعار کے انکار کر [illegible] کی [illegible] دلیل کے طور پر کہا ہے کہ امرؤالقیس کا تعلق [illegible]

قبیلے سے ہے اور اس کے اشعار زبانِ قریش میں ہیں - اس لئے یہ اشعار موضوع ہیں، اور انہیں غلط طور پر امرؤالقیس کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے - طٰہٰ حسین کے اس اعتراض کا جواب لوگوں نے یوں دیا ہے - تاریخ بتاتی ہے کہ اگرچہ کندہ قبیلہ یمنی تھا - لیکن اس کی زبان عدنانی تھی، اور قریش کی زبان ہی کو ان میں فوقیت حاصل تھی - اور جملہ شمالی شعراء اسی زبان کو استعمال کرتے تھے، جہاں تک اس کے اشعار کا تعلق ہے تو اس میں وضع و انتحال کا دخل ضرور ہے، لیکن اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا، کہ اس کے تمام اشعار مشکوک و ناقابل اعتبار ہیں ورنہ تاریخوں کا مسخ ہونا لازم آجائے گا - البتہ یہ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ امرؤالقیس کی جانب منسوب شدہ اشعار میں بہت تھوڑے اشعار ایسے ہیں جن کی امرؤالقیس کی جانب نسبت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے -

ان اشعار کو ہم دو قسموں میں منقسم کر سکتے ہیں ؛

پہلی قسم وہ ہے جسے امرؤالقیس نے اپنے باپ کے قتل سے پیشتر کہا تھا -

دوسری قسم وہ ہے جس پر امرؤالقیس نے بعد القتل طبع آزمائی کی -

پہلی قسم کی شاعری میں اس کا مشہور و معروف معلقہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے - جسے اصمعی، مفضل ضبی اور ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے اور خود معلقہ کے اندر ایسے دلائل موجود ہیں جن سے اس کی نسبت کلی صحت کا یقین ہو جاتا ہے - اس معلقہ کو امرؤالقیس نے اس شعر سے شروع کیا ہے -

قفا نبک من ذکریٰ حبیبٍ و منزلِ　　بسقط اللویٰ بین الدخول فحوملِ

کلام کی امتیازی خصوصیات :-

امرؤ القیس فطری شاعر ہونے کے ساتھ عصر جاہلی کے طبقہ اولیٰ میں پہلے نمبر پہ شمار کیا جاتا ہے تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ اگرچہ اس سے قبل ابو داؤد الایادی اور مہلہل نے شعر و شاعری کی ابتدا کی تھی لیکن امرؤ القیس کو کثرت اشعار، تنوع مضامین، حسن وصف منظر کشی، حسن بیان اور بھاری بھرکم الفاظ استعمال کرنے میں سارے جاہلی شعراء پہ تفوق حاصل ہے۔ پھر اس کا کلام اس کی زندگی کا آئینہ دار ہے۔ کہتے ہیں امرؤ القیس وہ پہلا شاعر ہے جس نے سب سے پہلے دوستوں سے محبوب کے اجڑے ہوئے دیار پہ تھوڑی دیر ٹھہرنے اور فراق یار میں رونے کی ایجاد کی۔ اس نے سب سے پہلے صنف نازک کو ہرنیوں، نیل گاؤں سے اور ان کے گورے رنگ کو شتر مرغ کے انڈے کے رنگ سے تشبیہ دی، گھوڑے کا وصف بیان کرتے ہوئے اس کو قید الاوابد سے تشبیہ دی، ہرنیوں سے مینگنیوں کو گول مرچ سے، الغرض استعارہ اور تشبیہ کے برمحل اور پرتاثیر استعمال میں بھی اس کو خاص مہارت حاصل ہے اور وصف میں تو کوئی جواب ہی نہیں ہے بہرحال اس کی شاعری میں اس کی پوری زندگی اور اس کے اخلاق و عادات کی زندہ تصویر نظر آتی ہے اس کی شاعری میں شاہی شان و شوکت، فقیرانہ تواضع و مسکنت، قلندرانہ مستی و سرشاری، بپھرے شیر کی حمیت و غیرت، آوارگی کی

ذلت و بے حیائی، زخم خوردہ شکوے واضح طور پر نظر آتے ہیں، اور غزل کا تو یہ بہترین فن کار ہے۔ انوری اس کی شان میں کہتا ہے۔

شاعر دانی کہ ایں قوم کردند آنکہ بود
اول شان امرؤالقیس آخر شان بوفراس

کہتے ہیں کہ امرؤالقیس کو اپنی چچازاد بہن عنیزہ سے عشق تھا، اس سے ملاقات اور سفر میں ساتھ ہونے اور پھر جدائی کے جو نقشے اس نے کھینچے ہیں وہ انتہائی عریاں جنسیت سے بھرپور اور معاملہ بندی کی آخری حدود ہیں مگر اس کے ساتھ انداز بہت دل آویز ہے۔ چونکہ وہ شہزادہ تھا اس لئے کلام میں بڑی شان و شکوہ اور بلند خیالی بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ اس کے اشعار سے واضح ہوتا ہے۔

غزل :-

غزل میں اس کے یہ اشعار نمونہ سمجھے جاتے ہیں :-

افاطم مهلاً بعض هذا التدلل وان كنت قد أزمعت صرمي فأجملي
أغرك مني أن حبك قاتلي وانك مهما تأمري القلب يفعل
وانك قسمت الفؤاد فنصفه قتيل ونصف بالحديد مكبل
تسلت عمايات الرجال عن الصبا وليس فؤادي عن هواك بمنسل

یعنی اے فاطمہ ذرا اپنے ناز و انداز کو روکے رکھو، اگر ترک تعلق کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس کو بھی اچھے ڈھنگ سے کرو۔
کہیں تم اس دھوکے میں تو نہیں ہو کہ تمہاری محبت مار ڈالے گی

بہ کہ تم جو حکم دوگی اسے دل بسر و چشم بجا لائے گا۔

تم نے میرے دل کے دو حصے کر دیے ایک حصہ کشتہ ہو چکا ہے اور دوسرا حصہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

لوگوں کی راہ محبت میں کور بینی ختم ہو چکی ہے لیکن میرے دل سے ... کا خیال نہیں جانے والا ہے۔

امرؤ القیس نے شروع ہی سے معلقہ کے اندر جدت اختیار ... کر دی تھی۔

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل … بسقط اللوی بین الدخول فحومل

... نے کہا ہے کہ امرؤ القیس کی جدت پسندی کے لئے یہ مطلع ... کہ ایک ہی شعر میں اس نے کئی باتیں بیان کی ہیں، خود ٹھہرا ... کو ٹھہرایا خود رویا دوسروں کو رلایا، محبوبہ اور اس ... ذکر کیا۔ اس کے بعد معشوقہ کے گھر کی ویرانی کا ... لیکن اس کی شان و شوکت کو اپنی منزل سے نیچے ... چنانچہ اس ویرانی گھر میں پڑی ہوئی ہرنوں ... کو خوب تشبیہ دی ہے۔

ترى بعر الآرام في عرصاتها … وقيعانها كأنه حب فلفل

... ہرنوں کی مینگنیوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا کہ ... مرچ کے دانے ہیں۔

... محبوبہ کے ٹھہرنے کی جگہوں کو یاد کر کے نالہ و شیون ... کا اظہار یوں کرتا ہے۔

وقوفاً بها صحبي علي مطيهم … يقولون لا تهلك أسى وتجمل

وانّ شفائی عبرۃٌ مہراقۃٌ فہل عند رسم دارس من معول

میرے دوستوں نے ان اطلال کے پاس اپنی سواریاں روک کر مجھے کہا کہ شدت غم میں اپنے کو ہلاک نہ کرو، بلکہ صبر و تحمل سے کام لو۔ مگر میری بیماری کا علاج بہتے ہوئے آنسوؤں میں ہے کیا مٹتے ہوئے نشانات پر بھلا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد تغزل کے موڈ میں آتا ہے اور ام الحویرث وام الرباب دونوں سے اظہار تشبیب کرتا ہے۔

کدأبک من ام الحویرث قبلہا وجارتہا ام الرباب بماسل

اذا قامتا تضوّع المسک منہما نسیم الصبا جاءت بریا القرنفل

اس معشوقۂ عنیزہ کے ساتھ تیرا وہی حال ہے جو تیرا حال اس سے قبل ام الحویرث اور اس کی پڑوسن ام رباب کے ساتھ ماسل میں تھا۔ جب ام الحویرث وام الرباب کھڑی ہوتی تھیں تو کستوری کی مہک ان سے ایسی نکلتی تھی جیسے پروا ہوا لونگ کی خوشبو لائے۔

جب اس نے دارہ جلجل کے کنارے لڑکیوں کے لئے اپنی اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت کو لڑکیوں نے ایک دوسرے پر جسم پر پھینکنا شروع کیا، اس کا نقشہ بڑی شان سے کھینچتا ہے اس کی چربی کو کپڑے کے پھدنوں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے

فظل العذاریٰ یرتمین بلحمہا وشحم کہداب الدمقس المفتل

یعنی وہ کنواریاں اس اونٹنی کا گوشت اور بٹے ہوئے ریشم جیسی چربی ایک دوسرے پر پھینک کر اٹکھیلیاں کرنے لگیں۔

اس کے بعد چند اشعار میں روداد سفر بیان کرتا ہے۔

وصف :- "سراپا منظر کشی"

وصف میں امرؤ القیس نے جاہلی شعراء کے درمیان کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے، اپنی محبوبہ عنیزہ اور گھوڑے کا کتنے حسین و دلکش وکھلے الفاظ میں وصف بیان کیا ہے۔ سو

مهفهفة بيضاء غير مفاضة　　ترائبها مصقولة كالسجنجل

یعنی وہ گوری اور پتلی کمر والی ہے اس کا پیٹ ڈھیلا ڈھالا اور باہر نکلا ہوا نہیں ہے اور ہار پہننے کی جگہ چمکدار وچکنی ہے۔

اس کی خوبصورتی کو شتر مرغ کے انڈے سے تشبیہ دیتا ہوا کہتا ہے سے

كبكر المقاناة البياض بصفرة　　غذاها نمير الماء غير محلل

وہ معشوقہ ایسی سیپ کے اکلوتے موتی کی طرح چمکتی ہے جس میں سپیدی زردی سے ملی ہوئی ہے، یا وہ صاف رنگ والی ہے جیسے شتر مرغ کا انڈا جس کی سپیدی زردی سے ملی ہوئی ہے اور ایسے صاف پانی کی طرح جس میں کسی کا ہاتھ نہ پہونچا ہو۔

آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے۔ سے

تصد وتبدي عن اسيل وتتقي　　بناظرة من وحش وجرة مطفل

وہ منہ موڑتی اور پھیرتی ہے اور اپنے کشادہ نرم ونازک رخسار ظاہر کرتی ہے اور اس کی آنکھ جو وجرۃ کے بچہ دار وحشی گائے جیسے والے اور اپنے میں اثنا کر لیتی ہے رجعنی جب انسان اسے دیکھتا ہے تو اسے کے بجائے وجرۃ کی آنکھ خیال کرنے لگتا ہے۔

گردن کی تعریف کتنے حسین انداز میں کرتا ہے۔ سے

وجید کجید الرّیم لیس بفاحش اذا ھی نصّتہُ ولا بمعطّل
اور اس کی گردن رتناسب وخوبصورتی) میں ہرن کی گردن کی طرح ہے جب وہ گردن اٹھا کر دیکھتی ہے تو نہ بری لگتی ہے اور نہ زیور سے خالی معلوم ہوتی ہے یعنی گردن سونی نہیں دکھائی دیتی۔

سر کے بالوں کی تعریف کرتے ہوئے۔ دعبائی میں)

وفرعٍ یزین المتن اسودَ فاحمٍ اثیثٍ کقنو النخلۃ المتعثکلِ
وہ ایسی چوٹی دکھاتی ہے جو پیٹھ کو زینت دے رہی ہے بعد اس کے بڑے گہرے کالے بال ہیں جو خوشہ دار کھجور کے خوشہ کی طرح گھنے اور گنجان ہیں۔

کثرتِ بال کی تعریف میں سے

غدائرہا مستشزرات الی العُلیٰ تضلّ العقاصُ فی مثنّی ومُرسلِ
اس کی چوٹیاں اوپر کی طرف ابھری ہوئی ہیں اور اس کے بالوں کا جوڑا دوہرے گندھے اور لٹکتے بالوں میں چھپا ہوا ہے۔

پنڈلیوں اور کمر کا نقشہ کتنی باریک بینی سے کھینچا ہے۔

وکشحٍ لطیفٍ کالجدیل مخصّرٍ وساقٍ کانبوب السقیّ المذلّلِ
اور اس کی کمر اتنی پتلی ہے کہ جیسے چمڑے کی بنی ہوئی مہار اور اس کی پنڈلی اتنی چمکتی اور صاف ہے جیسے کہ سیراب کئے ہوئے شاداب اور جھکے ہوئے بانس کا پور ہو۔

انگلیوں کی تعریف میں۔

وتعطو برخصٍ غیر شثنٍ کانّہ اساریعُ ظبیٍ او مساویکُ اسحلِ
اور وہ اپنی نرم انگلیوں سے جو سخت نہیں ہیں پکڑتی ہے جو نازکی میں گویا

وادی ظبی کے کیڑے اور اسحل درخت کی مسواکیں ہیں۔

اس کے بعد شبِ ہجراں کا نقشہ کتنی بے چینی سے بیان کرتا ہے ۔؎

ولیلٍ کموجِ البحرِ ارخی سُدُولہ ۔۔۔ علیّ بانواعِ الھمومِ لیبتلی

فقلتُ لہ لمّا تمطّی بصلبہٖ ۔۔۔ وَاردفَ اعجازاً وناءَ بکلکلِ

الا ایھا اللیلُ الطویلُ الا انجلی ۔۔۔ بصبحٍ وما الاِصباحُ منکَ بامثلِ

سمندر کی طوفانی موجوں جیسی مہیب رات نے مختلف قسم کے رنج وغم کی چادریں میرے اوپر محض میرے آزمائش کے لئے پھیلا دی۔۔ چنانچہ جب رات خوب تکلیف دہ ہو گئی تو میں نے کہا، اے لمبی رات کیا تیرے دامن سے کبھی صبح طلوع ہو گی یا نہیں؟ لیکن اگر صبح ہو گی بھی تو کیا ہے؟ میرے لئے وہ تجھ سے زیادہ اچھی تو نہ ثابت ہو گی۔

گھوڑے کے وصف میں بھی امرؤالقیس نے ایسی چابکدستی دکھائی ہے کہ اس کی مثال جاہلی شاعری میں بہت کم ملتی ہے۔:

وقد اغتدی والطیرُ فی وُکناتِھا ۔۔۔ بمنجردٍ قیدِ الاَوابدِ ھیکلِ

مکرٍّ مفرٍّ مقبلٍ مدبرٍ معاً ۔۔۔ کجلمودِ صخرٍ حطّہُ السیلُ من علِ

اُمیتٍ یزلُّ اللبدُ عن حالِ متنہٖ ۔۔۔ کما زلّتِ الصفواءُ بالمتنزّلِ

مِسَحٍّ اذا ما السابحاتُ علی الونیٰ ۔۔۔ اثرنَ الغبارَ بالکدیدِ المُرکّلِ

یعنی میں صبح تڑکے جبکہ چڑیاں اپنے گھونسلوں میں ہوتی ہیں ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلتا ہوں جو بہت تنومند ہے وہ جس کے بال بہت کم ہیں اور جو وحشیوں کے لئے بمنزلہ زنجیر ہے۔ وہ گھوڑا بہت حملہ کرنے والا اور بہت بھاگنے والا اور بیک وقت آگے بڑھنے والا اور پیچھے ہٹنے والا ہے اس سخت پتھر کی طرح

جیسے سیلاب نے اونچائی سے نیچے پھینک دیا ہو۔ یہ گھوڑا چھریرا اور اس قدر فربہ و چکنا ہے کہ زین بھی اس کی پیٹھ سے پھسل کر گر پڑتی ہے جس طرح بارش کی وجہ سے سخت چکنا پتھر پھسل کر گر پڑے۔ جبکہ عمدہ تیز چلنے والے اور گھوڑے زیادہ سفر کی وجہ سے تھک کر گرد و غول کو سخت زمین میں اڑانے لگیں۔ اور وہ زمین گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندی گئی ہو، تو یہ گھوڑا اس وقت بھی تیز چلنے والا ہے، اور اس کی ویسی ہی حالت ہوتی ہے، جیسے تازہ دم گھوڑے کی۔

اس کے بعد شاعر کی منظر کشی کرتے ہوئے بجلی کی کڑک و دمک کا ذکر کرتا ہے۔ سے

اصاح تری برقاً اُریک ومیضہ		کلمع الیدین فی حبی مُکلّلِ
یضیٔ سناہ اومصابیح راھب		امال السّلیطَ بالذبال المفتّلِ

اے میرے دوست تم بجلی کو دیکھ رہے ہو۔ آؤ میں تمہیں اس کی دمک دکھاؤں، جو چمکدار تاج نما گھٹا میں ہے، اور جس کی چمک و لپک ایسی ہے جیسے کہ محبوب کے دونوں ہاتھوں کی چمک ہو، پھر بطور تجاہل عارفانہ کہتا ہے کہ واقعی یہ اس بجلی کی ہی چمک ہے یا ایسے راہب کے چراغ کی روشنی ہے۔ جس نے خوب بٹا ہوا فیتہ تیل کی طرف جھکا دیا ہو تاکہ خوب روشنی ہو جائے۔

بارش کا ذکر کرتے ہوئے۔

علی قطن بالشیم ایمن صوبہ		وایسرہ علی الستار فیذبل
فاضحی یسحُ الماء فوق کتیفۃٍ		یکب علی الاذقان دوح الکنھبل

بجلی کا تماشہ دیکھنے کے بعد یہ ہوا کہ وہ گہرا بادل قطن پہاڑ پر دائیں

طرف بہتا تھا۔ اور ستار دمذیل پر بائیں طرف، پس دن چڑھے اس گھٹائے کتیفہ پر ایسا پانی برسایا کہ کھنبل جیسے بڑے بڑے درختوں کو منہ کے بل گرا دیا۔

اس خوشگوار موسم میں چرند وپرند کے مست ہوکر گانے کا ذکر۔

کان مکاکی الجواء غدیۃ صبحن سلافا من رحیق مفلفل۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وادی جواء کے پرندوں کو صبح تڑکے عمدہ قسم کی مرچ پڑی ہوئی شراب پلادی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ مست ہوکر نغمہ سرا ہیں۔

امرؤالقیس کی زندگی کا دوسرا دور بڑے رنج والم کا دور نظر آتا ہے۔ اس کے باپ وچچا وغیرہ کو قتل کرنے کے بعد اس کی زندگی میں عظیم انقلاب برپا ہو گیا تھا۔ اس کی اس دور کی شاعری میں وہی انتقامی باتیں، دوستوں سے بے وفائی کی داستانیں، رنج والم کے قصے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے اپنے ایک سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے جس میں عمرو بن قمیئہ کے ساتھ قیصر کے پاس گیا تھا اس نے دوستوں کی بے وفائی کا ذکر کیا ہے۔

اذا قلت ھذا صاحب قد رضیتہ وقرت بہ العینان بدلت آخرا

کذالک جدی لا اصاحب واحدا من الناس الا خاننی وتغیرا

جب میں کہتا ہوں کہ یہ میری مرضی کے مطابق میرا ساتھی ہے، اور اس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی ہے تو وہ مجھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ اس کی جگہ دوسرا آجاتا ہے۔

جب قیصر نے اس کے پاس زہر آلود پوشاک بھیجی اور اس مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد اس نے یہ اشعار کہے۔ سہ

فاما تریینی فی رحالۃ جابر علی حرج کالقر تخفق اکفانی

فیا رب مکروب کررت وراءہ وعان فککت الغل عنہ ففدانی
اذا المرء لم یخزن علیہ لسانہ فلیس علی شیئ سواہ بخزان

قیصر کی غیر مختوتی پر امرؤ القیس نے یہ اشعار کہے۔ سه

انی حلفت یمینا غیر کاذبہ بانک اقلف الا ما جنی القمر
اذا طعنت بہ ماحت عمامتہ کما تجمع تحت الفلکۃ الوبر

یہ ہے امرؤ القیس اور اس کی شاعری کا تجزیہ جس کو ہم نے مختصراً بیان کیا ہے، خلاصۂ کلام کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امرؤ القیس صرف جاہلی نہیں بلکہ پوری عربی شاعری کا بابائے آدم ہے اسی کے ہاتھوں عربی شاعری کا حسین ڈھانچہ تکمیل پذیر ہوا، اس نے ایک طرف بہت سے اصناف کو وجود بخشا، دوسری طرف وصف و تشبیہ میں کمال بہم پہنچایا، الفاظ، معانی، تخیلات و دوسری چیزوں پر توجہ دی اور لفظی و معنوی محاسن کے استعمال کیلئے راستہ ہموار کیا۔

حوالہ جات۔

تاریخ ادب عربی زیات۔ کتاب الشعر و الشعراء ابن قتیبہ
شعرا العرب صارم
طبقات فحول الشعراء، ابن سلام جمحی۔
تاریخ ادب عربی۔ مقتدی حسن
عربی ادب کی تاریخ عبد الحلیم ندوی
تاریخ آداب اللغۃ العربیہ جرجی زیدان
فی الادب الجاہلی طٰہٰ حسین
شرح المعلقات السبع۔